© rasailojaraid.com

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا لازمی ہے

سید محمد ذوالکفل بخاری۔

آؤ......اللہ کو دیکھیں

جب ہم کہتے ہیں ''اللہ......جل شانہ'' تو یقیناً سچ کہتے ہیں۔ اللہ......جس کی شان ہے نہایت برتر، نہایت فائق، نہایت عظیم، نہایت حسین، نہایت رفیع، نہایت کامل اور نہایت اکمل ہونا۔ لیکن یہ کیسے ہو کہ ہم اسے دیکھ پائیں، اور اس کی شان دیکھ پائیں۔ انہی آنکھوں سے، کھلی ہوئی اور دیکھتی ہوئی آنکھوں سے! ہاں......یہ ممکن تو ہے مگر اس کے لیے ایک چیز اور درکار ہوگی۔ وہی جس کے متعلق شاعر نے کہا ہے۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب　　　آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

دل......نور سے بھر جائے تو یوں سمجھیے کہ آگہی کے خلا بھر گئے۔ آگہی کے خلا بھر گئے تو یوں جانیے کہ حجابات اُٹھ گئے، تجلیات عام ہوگئیں، تصورات اور حقائق میں فاصلہ نہ رہا اور عقل......حکمت آشنا ہوگئی۔ بس یہی وہ مقام ہے کہ جس کی تمنا کی جانی چاہیے۔ تمنا نہیں، جسے پانے کی تگ و دو کی جانی چاہیے۔ لیکن آہ! ہم کن چیزوں کی تمنا کرتے ہیں اور کن چیزوں کے لیے تگ و دو کرتے ہیں؟ ہم زندگی کی تمنا کرتے اور موت سے بچنے کی تگ و دو کرتے ہیں۔ لیکن کیوں؟ اس لیے کہ اپنی دانست میں ہم بقا کی تمنا اور فنا سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک زندگی علامت ہے بقا کی اور عبارت ہے سکون و راحت و آرام و خوش وقتی سے، جبکہ موت علامت ہے فنا کی، اور عبارت ہے، رنج و کلفت و ویرانی و ناامیدی سے! لیکن یہ کیا، کہ ایک لمحے کو ٹھٹک کر دیکھیں اور ٹھہر کر سوچیں تو پتا چلتا ہے کہ ہم وہ ہیں جو سکون و راحت و آرام و خوش وقتی کی خاطر مرتے ہیں اور رنج و کلفت و ویرانی و نومیدی سے جیتے ہیں۔ گویا ''زندگی'' کی خاطر مرتے ہیں اور ''موت'' کی خاطر جیتے ہیں۔ یہ کیسی بقا ہے؟ یہ کیسی فنا ہے......اتنی نامعتبر، اتنی ناسزا اور اتنی ناروا؟

فاضل جلیل مولانا عبدالصمد صارم نے اس مختصر مجموعۂ مضامین میں ہماری ایسی ہی الجھنوں کو سلجھایا ہے۔ ''عقل''......''موت''......''صورت گر''......''حکیمِ مطلق''......''حجاب اندر حجاب''......''تجلیاتِ الٰہیہ''......''عالمِ حقیقت''......اور ''آؤ! اللہ کو دیکھیں''......ایسے مضامین ہیں جنہیں بلا تکلف انشائیے کہا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ دینی و روحانی انشائیے ہیں۔ ادبی انشائیے نہیں۔ ادبی انشائیے......آگہی کے کسی ایک خلا سے شروع ہو کر کسی دوسرے خلا پر ختم ہوا کرتے ہیں۔ یعنی وہ نیم سنجیدہ، نیم مزاحیہ تحریریں جو نیمے دروں نیمے بروں کا مرقع اور دھوپ چھاؤں کا مرکب ہوتی ہیں۔ بے مقصد اور بے ربط، بے فائدہ اور بے اثر! لیکن......صارم صاحب تو فی الواقعہ ایک عالم ہیں۔ عالم ہی نہیں عارف بھی۔ اور عارف ہی نہیں ادیب بھی۔ ان کا اسلوب تحریر دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ اقبالؒ نے کیوں فرمایا تھا۔ ''دم عارف نسیمِ صبح دم ہے''۔

ضخامت: ۸۴ صفحات، طباعت: عمدہ (مجلد)، قیمت: ۷۰ روپے اور ناشر ادارہ: مکتبہ قاسمیہ نزد چوک گھنٹہ گھر، کچہری روڈ ملتان، ہے۔

© rasailojaraid.com